ڈاکٹر پروین کلو

اسسٹنٹ پروفیسر، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

روسی ادب کے اردو تراجم: ایک تحقیقی مطالعہ

Dr Perveen Kaloo

Assistant Professor, G C University, Faisalabad

Urdu Translation of Russain Literature: A Critical Study

Russian literature was introduced through translations in Urdu literature after 1930 .Manto , Aziz Ahmad ,Shahid Ahmad Dehlvi ,Mukhmoor Gelandry ,Sajad Zaheer, Qayum Nazar ,Zoe Ansary , Akhtar Hussain Ray Puri , Sabra Zahidi, Qurtul -an - Haider , Jaleel Qudwi , Anwar Azeem , Khuwaja Manzoor Hussain and numerous writers were the translators who introduced master pieces of Russian literature . They thought it a creative work and they tried to transform Russian literature in Urdu .Their works are praiseworthy .

In Russian such institutes were established where translator were appointed with big salaries and facilities .In this period many people took personal interest and translated Russian novels and fiction and served a lot of Urdu literature. After the creation of Pakistan those governmental and semi-governmental institutes which worked a lot for the translation of Russian literature in to Urdu were Anjman Tarqi Urdu , Pakistan Book Foundation , Muktdar Qumi Zuban Islamabad , Majlas Zuban Daftary Punjab Lahore , Adara Taleef o Tarjma Jamia Karachi etc.

There not only Russian literature was introduced in Urdu but also Urdu literature was introduced in Russian .PhDs were done on the subjects and personalities of Urdu in Russian Language . Translations showed a great effects on Russian language and Urdu literature and civilization.

۱۹۳۰ء کے بعد فرانسیسی، روسی اور بعض دوسری زبانوں کے دروازے بھی اردو کے لیے کھل گئے۔اب شاعری کی بجائے بلند پایہ

نثری ادب کے تراجم پر بھی زیادہ زور دیا جانے لگا۔اس سلسلہ میں ترقی پسند تحریک اور بعد میں حلقہ ارباب ذوق سے تعلق رکھنے والے ادیبوں کی خدمات کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔جنھوں نے روسی' فرانسیسی' ترکی' اطالوی' چینی ادب کے شاہکاروں سے اردو زبان کو متعارف کرایا۔ان میں منٹو' عزیز احمد' حامد علی خان' شاہد احمد دہلوی' تمنائی' مخمور جالندھری' سجاد ظہیر' ابن انشاء' قیوم نظر' ظ۔انصاری' اختر حسین رائے پوری' صابرہ زیدی' قرۃ العین حیدر' ڈاکٹر خلیق انجم اور انور عظیم کے نام قابل ذکر ہیں۔ان کے علاوہ عنایت اللہ دہلوی' جلیل قدوائی' خواجہ منظور حسین' منصور احمد' نریش کمار شاد اور دوسرے بے شمار ادیبوں نے بھی ترجمہ کو ایک تخلیقی کام سمجھ کر عالمی ادب کے شاہکاروں کو اردو میں منتقل کرنے کی کوشش کی۔

۱۹۳۲-۳۳ء میں حلقہ نیاز مندان لاہور نے ''رسالہ کارواں'' کے ذریعے اردو ادب کے قارئین کو چند خوبصورت تراجم پڑھنے کو دیئے۔بیسویں صدی کے ربع اول میں قیام پاکستان سے پہلے اور کہیں فوراً بعد مترجمین نے اپنی انفرادی کوششوں کے ذریعے غیر ملکی ادب کے اردو میں ترجمے کیے جنھیں ادبی حلقوں میں بہت سراہا گیا۔ان میں سید امتیاز علی تاج' عبدالمجید سالک' عابد علی عابد' صوفی تبسم' ڈاکٹر تاثیر' مولانا صلاح الدین' منٹو' حسن عسکری اور انتظار حسین کی انفرادی کوششیں ناقابل فراموش ہیں۔قیام پاکستان کے بعد سرکاری و نیم سرکاری سطح پر ایسے ادارے قائم ہوئے جنھوں نے اپنے اپنے دائرہ کار میں تراجم کے کام کو فروغ دیا۔ان اداروں کی طرف سے یہ کام ہنوز جاری ہے۔ان میں انجمن ترقی اردو پاکستان کونسل' نیشنل بک فاؤنڈیشن' اکادمی ادبیات' اقبال اکادمی پاکستان لاہور' مجلس زبان دفتری پنجاب لاہور' ادارہ تالیف و ترجمہ جامعہ کراچی' مرکزی اردو بورڈ اور مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد نمایاں ہیں۔سید وقار عظیم لکھتے ہیں۔کہ

> ''بیسویں صدی کے اوائل میں انفرادی طور پر بھی اردو تراجم کا سلسلہ جاری رہا۔مغربی زبانوں کے ناول' افسانہ اور ڈرامہ وغیرہ کو اردو تراجم کا جامہ پہنایا گیا۔اردو ترجمے کا دائرہ کار یوں وسیع ہوتا گیا کہ عربی' فارسی' سنسکرت اور انگریزی کے علاوہ فرانسیسی' روسی' ترکی اور جرمن وغیرہ کے ترجمے بھی اردو زبان میں ہونے لگے۔۱۹۳۰ء کے لگ بھگ غیر ملکی افسانوی ادب کے اردو میں ترجمے ہوئے۔ان مترجمین میں سجاد حیدر یلدرم' خواجہ منظور حسین' جلیل قدوائی' مجنوں گورکھپوری' محمد مجیب' منصور احمد' فضل حق قریشی اور اختر حسین رائے پوری کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔''(۱)

ہمارے ہاں پاکستان میں ترجمہ کی ضرورت بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔یہاں انگریزی سرکاری اور تعلیمی زبان رہی ہے۔آزادی کے بعد اردو زبان کو اپنی حیثیت منوانے کے لیے اور بالخصوص اپنی زبان ہی کا سہارا لے کر ترقی کی منازل طے کرنا تھیں۔اس لیے ضرورت محسوس کی گئی کہ سرکاری'تعلیمی' علمی اور ادبی امور کے لیے دنیا بھر کی زبانوں سے اردو میں تراجم کیے جائیں تاکہ ایک تو اردو کے علمی ادبی سرمایہ میں اضافہ ہو سکے دوسرے دفتری عدالتی اور سرکاری امور کو جلد از جلد اردو میں انجام دیا جا سکے۔

مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۵۰ء میں حکومت پنجاب کے محکمہ تعلیم نے زبان اردو کی بقا اور اس کے ارتقا کے لیے ایک لاکھ روپے کی ابتدائی امداد سے مجلس ترجمہ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔اس زمانے میں اس ادارے کا کام صرف اتنا تھا کہ مشرق و مغرب کی بلند پایہ علمی کتب منتخب کر کے ان کے اردو ترجمے کرائے اور انہیں شائع کرنے کا اہتمام کرے۔اس ادارے کے مقاصد' مشرقی و مغربی زبانوں کی علمی کتب کے تراجم' ان کی اشاعت اور بلند پایہ تحقیقی اور تنقیدی ادب کی اشاعت تھا۔پاکستان میں تراجم کے ان بڑے اداروں کے علاوہ مکتبہ اردو سرکلر

روڈ لاہور، پیپلز پبلشنگ ہاؤس، پولیمر بلڈنگ شاہراہ قائداعظم لاہور بھی قابل ذکر ادارے ہیں۔ نورالحسن نقوی لکھتے ہیں۔ کہ

> ''یہ دو ایسے تجارتی ادارے رہے ہیں جنہوں نے سوشلسٹ فکر کی کتابیں نہ صرف درآمد کیں بلکہ اردو میں ترجمہ کروا کے ان کی ترسیل کا باعث بھی بنے۔ مکتبہ اردو نے ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۷ء تک باری علیگ' سجاد ظہیر اور ساحر لدھیانوی جیسے معتبر ترقی پسند ادیبوں سے سوشلست افکار کی کتابیں ترجمہ کروا کے شائع کیں۔''(۲)

ان ترجمہ شدہ کتب میں

- ☆ فریڈرک اینگلز' سوشلزم' مترجم باری علیگ'
- ☆ سٹالن' مارشل وارشلوف'
- ☆ لینن' مرسکی' مترجم محمد اشرف'
- ☆ انقلاب فرانس' باری علیگ' ۱۹۴۱ء
- ☆ روس کی موجودہ حالت' کریسنٹ' پروفیسر محمد مجیب' شمارہ جون ۱۹۳۷ء
- ☆ روسی ظرافت مضمون از پروفیسر محمد مجیب' شمارہ نومبر ۱۹۴۰ء

پیپلز پبلشنگ ہاؤس لاہور' پاکستان کا پہلا تجارتی ادارہ ہے جس نے پاکستان اور اشتراکی ممالک کے مابین تجارتی علمی اور ثقافتی تعلقات بڑھانے کا آغاز کیا اور یوں سوشلست افکار کی کتب کے تراجم کو فروغ حاصل ہوا۔ پیپلز پبلشنگ ہاؤس کی شائع کردہ کتب میں سے حسب ذیل تراجم ہمیشہ یادگار رہیں گے؛

- ☆ مارکسی فلسفہ' اسٹالن' سجاد ظہیر
- ☆ کیمونسٹ مینیفسٹو' مارکس' اینگلز
- ☆ سوشلزم' فریڈرک اینگلز' سبط حسن

۱۹۳۰ء کے بعد سید مطلبی اور مخمور جالندھری نے شولوخوف کے ناول کا ترجمہ کیا۔ اور بہت سے دوسرے لوگوں نے سینکڑوں روسی کہانیوں کے ترجمے شائع کیے۔ دنیا کے انقلابی ادب سے ہماری تحریک کی دلچسپی میں کمی نہیں ہوئی اور آج بھی بیرونی نظموں اور افسانوں کے ترجمے ہو رہے ہیں ان میں خاص خاص نام یہ ہیں۔ ٹالسٹائی' گورکی' پابلو نرودا' ناظم حکمت' مایاکوفسکی' اور ہادر فاسٹ وغیرہ۔ بقول ولادی میر گادریلین

> ''رادوگا اشاعت گھر ۱۹۸۲ء میں' دارالاشاعت ترقی' سے الگ ہو کر قائم ہوا تھا۔ وہ غیر ملکی قارئین کے لیے دنیا کی کوئی تیس زبانوں میں ادبی کتابیں شائع کرتا ہے جن میں اردو بھی شامل ہے۔ کتابیں قوموں کے ایک دوسرے کو جاننے اور سمجھنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ ہندوستانی اور پاکستانی قارئین کے لیے ماسکو سے اردو میں پہلی کتابیں ۱۹۵۵ء میں شائع ہوئی تھیں۔ اس زمانے سے آج تک ایک سو نوے ادبی کتابیں ترجمہ ہو کر

اردو میں چھاپی جا چکی ہیں۔ان میں بڑوں اور بچوں کے لیے ایسے کلاسیکی مصنّفین کے شاہکار شامل ہیں جیسے پوشکن' گوگول' ترگنیف' لیوٹالسٹائی' دستوفسکی' کوپرین' چیخوف ہیں!ان ادیبوں کی تصانیف قارئین میں بہت مقبول ہیں۔''(۳)

۱۹۵۴ء میں ماسکو کے بدیسی زبانوں کے اشاعت گھر (بعد میں اس کا نام پروگریس اشاعت گھر ہوگیا) میں شعبہ اردو کھولا گیا۔ اس ادارے سے روسی اور دوسری قوموں کی زبانوں سے اردو میں بیسیوں کتابیں اور کتابچے نکالے گئے تھے۔روسی کلاسیکی اور عصری ادب سماجی اور سیاسی تصنیفات کا ترجمہ کیا گیا۔نوعمر قارئین کو بھی پیش نظر رکھا گیا تھا۔پروگریس پبلیشرز کے زیر اہتمام ان کے لیے لوک کہانیوں کے مجموعے اور باتصویر کہانیاں بھی شائع ہوئی تھیں۔

''سوویت یونین'' نامی ماہنامہ اردو رسالہ بھی نکلتا تھا ماسکو میں اہل اردو ہی روسی کتابوں کا ترجمہ کرتے تھے۔ایک زبان سے دوسری زبان میں اچھا ترجمہ تب ہی ہوسکتا ہے۔کہ مترجم ان لوگوں کی روایت' کلچر اور تاریخ سے واقف ہو جن کی زبان سے وہ ترجمہ کر رہا ہے۔ اس لیے اردو مترجم ماسکو میں آ کر روسی زبان سیکھتے ہیں۔ان مقامات پر جاتے ہیں جہاں سوویت ادیب فنکار اور موسیقار رہتے ہیں۔جیسا کہ ڈاکٹر فلمیونوف کہتے ہیں۔

> ''بیس سال سے زیادہ عرصے تک مشہور و معروف صحافی اور اردو مترجم حبیب الرحمٰن (مرحوم) نے اردو دفتر میں کام کیا اور بہت سی کتابوں کا ترجمہ کیا ظ۔انصاری نے روسی شاعر پوشکن کی متعدد نظموں کا روسی سے ترجمہ بڑی کامیابی سے کیا۔ظ۔انصاری نے دوستوفسکی کے مشہور ناول' بیچارے لوگ' کا بھی ترجمہ کیا۔انور عظیم اور خدیجہ عظیم نے ترگنیف ''لرمنتوف'' پوشکن اور دوسرے ادیبوں کے ناول ''جب دھرتی جاگی'' اور ترگنیف کا ناول ''باپ بیٹے'' کا ترجمہ کیا۔خدیجہ عظیم نے قارئین کو پوشکن کے ناول ''کپتان کی بیٹی'' سے روشناس کرایا۔''(۴)

صابرہ زیدی' مسعود علی خان' تقی حیدر' مرزا اشفاق نے بطور مترجمین بہت سالوں کام کیا اور کئی روسی افسانے اور ناول اردو میں ترجمہ کر دیے۔تجربہ کار روسی ایڈیٹر کراشے ننی کوف' گاویلین' نادیا بوردوکووا' نادیا مکارووا' لینا واسیل' چین کودا' سوکولوف اور دوسرے اردو شناس لوگ ان کی بڑی مدد کرتے تھے۔ڈاکٹر فلیمونوف نے پانچ سال تک کام کیا ہے۔مترجموں اور ایڈیٹروں کے تخلیقی تعاون کی بدولت اچھے اردو تراجم شائع ہوئے جو پاکستان اور بھارت میں بھیجے جاتے تھے۔

> ''پروگریس اشاعت گھر'' میں شعبہ اردو نہ صرف سوویت یونین میں اردو میں ترجمہ کا بنیادی مرکز تھا بلکہ اردو زبان جاننے والے لوگوں کے لیے وہ گوشہ دوستی تھا جہاں مترجم ایڈیٹر' اردو استاد اور عام طور پر اردو شناس لوگ ملتے اور مختصر موضوعات پر بحث کرتے تھے۔''(۵)

۱۹۸۲ء میں اشاعت گھر دو الگ الگ اداروں میں تقسیم کیا گیا تھا۔پرانی پروگریس' (ترقی) اور نیا ادارہ رادوگا (قوس قزح)

اشاعت گھر میں اردو کا شعبہ بھی کھولا گیا اور اس میں کام کرنے کے لیے بعض مترجم اور ایڈیٹر آئے جو تقسیم سے پہلے پروگریس میں کام کر رہے تھے۔اب ''پروگریس'' میں صرف سائنسی، سیاسی اور سماجی کتابوں کا ترجمہ ہو رہا تھا اور رسالہ سوویت یونین شائع ہوتا تھا۔''رادوگا'' میں روسی نثری ادب کے تراجم شائع ہونے لگے ۱۹۹۱ء میں دونوں اشاعت گھروں میں اردو کے شعبے بند کر دیئے گئے ہیں اور ماسکو میں روسی ادب کے اردو ترجمہ کا کام ختم ہو گیا۔

تیسری سے پانچویں دہائی کے ترجموں کا تجزیہ کیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ اردو میں روسی ادب کے ترجموں میں دو روّیے اختیار کیے جا رہے تھے۔ایک رو وہ تھی جو روایتی اردو ترجمے کی نمائندگی کرتی ہے اس روّیے کو ''آزاد ترجمہ'' کا نام دیا گیا تھا۔وہ تراجم جو اس زمرے میں آتے ہیں دراصل اردو ادب میں کافی اہم اور بھاری جز و کی حیثیت رکھتے ہیں۔

> ''چھٹی دہائی کے ابتدائی برسوں سے اردو میں روسی اور سوویت ادب کے ترجمے کی ترقی میں نیا دور شروع ہوا۔اردو میں روسی علمی، سیاسی، سماجی اور نثری و شعری ادب کے ترجمے کا مرکز سوویت یونین میں منتقل ہو گیا تھا۔کیونکہ ۱۹۵۴ء میں ماسکو کے غیر ملکی زبانوں کے اشاعت گھر میں (اب اس کا نام پروگریس دارالاشاعت ہے) شعبہ اردو کھولا گیا تھا۔اس ادارے میں روسی زبان اور ملک کی دوسری مختلف قوموں کی زبانوں سے اردو میں بیسیوں کتابیں ترجمہ ہوئیں اور شائع ہوئیں اور یہ کتابیں زیادہ تر پاکستان اور ہندوستان بھیجی گئیں۔''(۶)

روسی ادب سے واقفیت تراجم کے ذریعے ہی ممکن ہوئی کیونکہ روسی زبان سے ہر کسی کی واقفیت نہیں ہے اردو کا قاری تراجم سے نہ صرف روسی ادب کی تکنیک سے آگاہ ہوا بلکہ انہوں نے اس تکنیک کو اردو ادب کی مختلف اصناف میں برتا۔روسی ادب کے اردو تراجم کا تاریخی جائزہ اس انداز سے لیا گیا ہے کہ اس میں کلاسیکل ادب، سیاسی ادب اور غیر سیاسی ادب سے واقفیت ہو جاتی ہے۔مسلم شمیم لکھتے ہیں۔کہ

> ''اردو ادب کے قارئین روسی ادیبوں کے دو طرح کے اردو تراجم سے واقف ہیں۔ ایک طرح کے تراجم تو وہ ہیں جو سوویت یونین کا بدیسی زبانوں کی اشاعت کا ادارہ شائع کرتا ہے۔ان تراجم میں کلاسیکی اور عہد حاضر کے اہل قلم سبھی شامل ہیں۔ دوسرے تراجم میں کلاسیکی اور عہد حاضر کے اہل قلم سبھی شامل ہیں۔دوسرے تراجم وہ ہیں جنہیں اردو کے مختلف اہل قلم اپنے ذاتی ذوق و شوق سے کرتے رہے ہیں اور جس کے پس پشت یہی جذبہ کارفرما رہا ہے کہ ان تراجم سے اردو کے دامن کو مالا مال کیا جائے۔''(۷)

اردو دنیا کی بہت سی زبانوں کے مقابلے میں کم عمر ہے۔اس کا ادبی ارتقاء اس وقت ہوا جب بہت سی زبانوں کے ادب میں گراں بہا سرمایہ جمع ہو چکا تھا۔اس لیے اسے شروع ہی سے دوسری ترقی یافتہ زبانوں سے فائدہ حاصل کرنے کا موقع ملا۔لیکن جہاں تک مختصر افسانوں کا تعلق ہے اس کی ابتداء انیسویں صدی میں ہوئی۔اردو میں دوسری زبانوں سے ترجمہ کا کام تو بہت پہلے سے شروع ہو چکا تھا۔لیکن مغربی ادب

سے ترجمے انیسویں صدی ہی میں شروع ہوئے ان ترجموں میں بھی مختصر افسانوں کی نوبت بہت بعد میں آئی۔ احتشام حسین رقم طراز ہیں۔ کہ

> ''۱۹۳۰ء کے قریب کئی اچھے لکھنے والے با قاعدہ افسانوں کے ترجے کی طرف متوجہ ہوئے اور یہی نہیں کہ انہیں جو ملا اس کا ترجمہ کر لیا بلکہ دنیا کی مختلف زبانوں کے اچھے افسانوں کی جانب نگاہ گئی۔ ان مترجمین میں خواجہ منظور حسین، حامد علی خان، جلیل قدوائی، محشر بدایونی، فضل حق قریشی، اختر حسین رائے پوری، قاضی عبدالغفار، مجنوں گورکھپوری، اعظم کریوی نے روسی، فرانسیسی، جرمنی اور انگریزی افسانے ترجمہ کے لیے منتخب کیے''(۸)

رسائل ان ترجموں کو اہمیت دیتے تھے اور اچھے ترجمے نئے لکھنے والوں کے لیے شمع راہ بنتے تھے۔ خواجہ منظور حسین اور جلیل قدوائی نے روسی افسانہ نویس چیخوف کے یہاں سے افسانے لیے اور با قاعدہ ترجمے کیے۔'' ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں۔ کہ

> ''تراجم کی دوسری جہت ان زبانوں کے تراجم کی ہے جو تہذیبی طور پر ہم سے دور ہیں۔ عملی طور پر اس سے مراد انگریزی سے ترجمہ ہے کیونکہ ہمارے ہاں دوسری یورپی زبانوں سے واقفیت رکھنے والے بہت کم لوگ ہیں اور دوسری زبانوں کا ادب بھی ہم عموماً انگریزی کی وساطت سے ترجمہ کرتے ہیں۔ ان زبانوں سے منظوم تراجم ہونے چاہئیں۔ کیونکہ اس طرح کچھ نئے اسالیب ہاتھ آنے کی توقع ہو سکتی ہے۔''(۹)

افسانے کی صف میں تین نام بہت ترجمہ ہوئے یعنی چیخوف، موپساں اور رابندر ناتھ ٹیگور۔ مرزا حامد بیگ لکھتے ہیں۔ کہ

> ''ٹیگور کو انگریزی کی معرفت اردو میں متعارف کروانے میں پریم چند پیش پیش تھے اور یہ سلسلہ منٹو تک چلا آیا۔ منٹو نے چیخوف اور موپساں کو نہ صرف ترجمہ کیا بلکہ ان کے طرزِ تحریر کو عام کرنے میں حصہ لیا اسی طرح ٹالسٹائی اور گورکی بھی منٹو کی معرفت اردو میں متعارف ہوئے۔ چیخوف، موپساں کے ترجموں کی عطا راجندر سنگھ بیدی، منٹو اور غلام عباس ہیں۔''(۱۰)

سوویت دور کے مصنّفین کا حصہ ''رادوگا'' اشاعت گھر کے پروگرام میں کافی وسیع ہے۔ اور اس میں میکسم گورکی کی کتابیں آ گئے ہیں۔ پریمقل قادروف، ناموراز بک سوویت ادیب ہیں جن کا تاریخی ناول ''ظہیر الدین بابر'' ان کی ایک متاثر کن تخلیق ہے ''رادوگا'' اشاعت گھر کی شاخ اردو میں بھی کتابیں شائع کرتی رہی۔ ان میں زیادہ تر کتابیں جدید دور کے ادیبوں کی تخلیقات ہیں۔ مثال کے طور پر ''ممتاز سوویت افسانہ نگار'' اس مجموعہ میں تیس برس ۱۹۲۰ء تا ۱۹۵۰ء کے سوویت ادب کے ارتقا کا اظہار ہوتا ہے۔ اس میں میکسم گورکی، الکیسئی ٹالسٹائی اور میخائیل شولوخوف جیسے معروف نمائندہ ادیبوں کی کہانیاں شامل ہیں۔

> ''شاندار ادبی اسلوب کے مالک دوسرے نثر نگار پلاتونوف، پاؤستوفسکی اور لیونیدسو بولیف کی بھی کہانیاں پڑھ کر قاری کو متنوع سوویت تہذیب کے بارے میں واقفیت

حاصل کرنے کا موقع ملے گا۔ اس مجموعے کا ہر افسانہ خواہ وہ قدرت سے متعلق پاؤستوفسکی کا مختصر افسانہ ہو' خواہ ایک محنت کش سے متعلق پلاتونوف کا طویل افسانہ' اپنے اپنے انداز سے دلچسپ ہے اور قارئین کو متاثر کرے گا۔''(۱۱)

جہاں نثری ادب افسانے اور ناولوں کے ترجمے ہوئے وہاں روسی شاعری کا بھی ترجمہ کیا گیا۔ حالانکہ شاعری کا ترجمہ کرنا جیسا کہ آپ کو معلوم ہے بہت ہی مشکل کام ہے۔ اس کام میں ۔ظ۔ انصاری' تقی حیدر اور منظر سلیم جیسے تجربے کار مترجموں نے اپنا اپنا کارنمایاں دکھا دیا۔ ان کی کوششوں کی ایک مثال شاعرانہ مجموعہ ''موجِ ہوائے عصر'' ہے۔ یہ سوویت یونین کے انتہائی مختلف شاعروں کی منتخب نظموں اور شعری تخلیقات کا مجموعہ ہے۔

''جو شاعر ساری سوویت جمہوریوں کی قومی زبان میں لکھتے ہیں۔ ولادیمیر مایا کوفسکی' الکساندر بلوک' سرگیئی اور پاسٹرناک سے لے کر یوگینی' یوتوشینکو' رسول حمزاتوف' مرزا ترسون زادہ جیسے ہم عصر شاعروں تک بیسویں صدی کے سوویت شعراء اس مجموعے میں مختلف شعری اصناف کی بھی نمائندگی کرتے ہیں اور انفرادی شاعرانہ اسلوب کی بھی۔''(۱۲)

محمد صدیق شبلی سوویت عہد میں تراجم پر بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ

''برطانیہ کے بعد روس دوسرا ملک ہے۔ جہاں سوویت عہد میں اردو پر تدریسی' تحقیقی اور تنقیدی کام بہت ہوا ہے۔ اگرچہ وہاں برصغیر کی تمام اہم زبانوں پر توجہ دی گئی۔ لیکن اردو زبان و ادب کو باقی زبانوں کے مقابلے میں زیادہ اہمیت ملی اور ترجمے کا کام دو طرفہ بنیاد پر ہوا۔ روسی ادب کے شاہکار اردو میں اور اردو کے شاہکار روسی میں ترجمہ کیے گیے۔ ان میں افسانوی ادب' شاعری اور بچوں کا ادب سبھی کچھ شامل ہے۔ اردو میں ۱۹۰ کتب سوویت روس کے ٹوٹنے سے پہلے شائع کی گئیں۔ اس طرح روس بھی ایک زمانے تک ۱۵ اردو مطالعات کا ایک بہت بڑا مرکز رہا۔ لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ روس میں صورت حال اب تبدیل ہو چکی ہے۔ اب روس دنیا میں اپنی نظریاتی تبلیغ و اشاعت کی ذمہ داریوں سے دستبردار ہو چکا ہے۔ اس کا اثر اشاعتی اداروں پر بھی پڑا ہے اب اردو محققین اور مترجمین کا بھی کوئی پرسان حال نہیں کیونکہ روس میں اردو کے خدمت گزار ادارے ایک ایک کر کے بند ہو گئے ہیں۔''(۱۳)

روس میں اردو کے مطالعہ کی ابتداء انیسویں صدی کے اواخر سے ہوئی۔ اردو کی پہلی کتاب ہندوستانی یا اردو قواعد ایک سو سال ہوئے ۱۸۹۷ء میں سینٹ پیٹرس برگ میں شائع ہوئی۔ جس کے مصنف ''وی گوزیتسکی ۱۸۹۶ء میں ہندوستان آئے تھے۔ اس زمانے میں ہمارے ملک میں اردو اور ہندی کو ''ہندوستانی'' کہتے تھے۔ روسی ماہرین شرقیات اپنے کام کے لیے روسی کتابوں کے علاوہ انگریزی مصنّفین کی

لکھی ہوئی اردودرسی کتابیں بھی استعمال کرتے تھے۔جن میں یہ لفظ بڑے پیانے پر رائج ہوتا تھااور وہ روسی ادب میں آنے لگا۔

۱۸۹۹ء میں ہندوستانی روسی لغت شائع ہوئی جسے ''گیلفر ونگ صاحب'' نے مرتب کیا تھا۔۱۹۰۲ء میں تاشقند میں ہندوستانی (اردو) کی مشقی کتاب(از یا گیلو) شائع ہوئی۔یہ روس میں اردو گرائمر اور روسی کتابیں لکھنے کی اوّلین کوششیں تھیں۔لدمیلا واسی لیوالکھتی ہیں۔کہ

''یونیورسٹی کے کئی پروفیسروں نے برِصغیر میں بولی جانے والی زبانوں کی علمی اور عملی اہمیّت سمجھ کر زار کی حکومت کو ان زبانوں کی تعلیم کا انتظام کرنے کی تجویز پیش کی تھی۔ لیکن زار کے دقیانوسی تعلیمی شعبے کے افسروں نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی تھی۔روس میں انقلاب اکتوبر کے بعد ہی اس مسئلے کو فوری مسئلے کا درجہ دیا گیا۔''(۱۴)

۱۹۱۷ء میں سوویت اقتدار کے قیام کے بعد اردو کی تعلیم وتحقیق کا کام وسیع پیانے پر شروع ہوا۔اکتوبر انقلاب کے بعد سوویت روس میں بھارت کی قومی تحریک آزادی' عوام کی تہذیب' تاریخ' ادب اور زبان کے مطالعہ میں گہری دلچسپی لی جانے لگی۔وکٹر فلمیونوف لکھتے ہیں۔کہ

''۱۹۲۰ء کی خزاں میں روس کے رہنما' وی۔لینن نے ماسکو میں زندہ مشرقی زبانوں کے انسٹی ٹیوٹ کے قیام کے بارے میں فرمان پر دستخط کیے۔اس کام میں بڑا کردار روسی مشہور ادیب اور سماجی کارکن میکسم گورکی نے ادا کیا تھا۔''(۱۵)

۱۹۲۶ء میں مشرقی علوم کے ماسکو انسٹی ٹیوٹ نے ایک کتاب' حوالہ' شائع کی جس میں اس کے قیام تعلیم اور نصابی پروگرام کے متعلق کافی دلچسپ معلومات فراہم کی گئی تھیں۔اور ایک شعبہ اردو کا بھی قائم ہوا۔روس میں اردو شناسی کی ابتداء بارانیکوف سے ہوتی ہے جو شعبہ علوم شرقیہ کے سربراہ تھے۔بارانیکوف نے ۱۹۳۰ء میں ایک کتاب ''تاریخِ اردوادب کا ایک جائزہ'' (A sketch of History of urdu Literature) اور ینٹل انسٹی ٹیوٹ لینن گراد سے شائع کی جو خود ان کی تصنیف وتالیف تھی۔

ابتداء ہی سے روس میں اردو ایک غیر ملکی زبان کی حیثیت سے موجود ہے۔پورے دیس میں کوئی ایسی برادری یا گروپ نہیں جو مادری زبان کے طور پر اردو استعمال کرتا ہو۔ماسکو میں واقع پاکستانی اور ہندوستانی سفارت خانوں کے کارکن' ماسکو اور بعض دوسرے شہروں میں پڑھنے والے طالب علم' وقتی طور پر یہاں کے اداروں میں کام کرنے والے اشخاص اور بزنس مین' بس یہی لوگ یہاں' اہل زبان' ہیں۔ایک زمانے سے سوویت روس میں اردو زبان اور ادب کی تعلیم کا انتظام ہے اور ادب کا بھی مطالعہ کیا جاتا ہے۔یوں کہا جاسکتا ہے کہ روس میں شروع ہی سے ایک چھوٹی سی اردو دنیا موجود ہے۔

''۱۹۲۱ء میں پیتروگراد کے شرقیاتی شعبے میں ماہر لسانیات (AP-Barannikov) نے جو سنسکرت کے بھی بڑے عالم تھے' اردو اور پھر ہندی پڑھائی شروع کی۔انہوں نے روسی زبان میں اردو کی پہلی نصابی کتابیں اور مضامین لکھے مثلاً ''اردو کی مختصر کتاب القواعد'' ۱۹۲۶ء ''دور حاضرہ کی اردو نثر کے نمونوں کی اردو روسی' انگریزی لغت'' ۱۹۳۰ء ''اردو پریس'' ۱۹۳۵ء۔اردو کی تعلیم میں روس میں

شرقیات کی پرانی کلاسیکی تعلیم کی روایات سے استفادہ کیا جاتا تھا۔'' (۱۶)

سوویت یونین میں ۱۹۴۷ء یعنی پاکستان اور ہندوستان کے حصولِ آزادی کے بعد اردو کے مطالعہ کو بڑا فروغ ہوا۔ ان ممالک سے سوویت یونین کے سفارتی تعلقات کا قیام ہوا اور نتیجتاً تجارتی، اقتصادی اور ثقافتی تعلقات بھی بڑھتے رہے۔ سوویت لوگ برصغیر کے ممالک کے فنِ مصوری، فلموں، نمائشوں، زبان اور ادب میں بھی بڑی دلچسپی کا اظہار کرنے لگے۔

بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ پانچویں اور چھٹی دہائی کے سالوں میں سوویت یونین میں اردو کے مطالعہ میں پختہ بنیاد ڈالی گئی۔ اور ساتویں آٹھویں دہائی میں اردو کے میدان میں سائنسی تحقیقات اور ترجمہ کا کام زوروں پر ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر وکٹر فلموینوف لکھتے ہیں۔ کہ

''ستمبر ۱۹۵۲ء میں مشرقی علوم کا انسٹی ٹیوٹ بند کیا گیا اور مشرقی زبانوں کے شعبہ بین الاقوامی تعلقات کو ماسکو انسٹی ٹیوٹ میں شامل کیا گیا۔ اس زمانے سے اب تک اس ادارے میں اردو کی تعلیم ہوتی رہی ہے۔ اور ادارے کے متعلقین نے اردو زبان و ادب پر گراں قدر مقالے بھی لکھے۔ اس صدی کی تیسری اور چوتھی دہائی کے اوائل میں انہوں نے اردو کی بہت سی درسی کتابیں لکھیں۔'' (۱۷)

۱۹۵۹ء میں پہلی بڑی روسی اردو لغات جو ۲۳ ہزار الفاظ پر مشتمل ہے شائع ہوئی۔ یہ لغات نہ صرف روسی طالب علموں کے لیے بلکہ اردو بولنے کے لیے بھی سہولت بخشتی ہے۔ ۱۹۶۲ء میں ماسکو سے اردو کی عملی درسی کتاب شائع کی گئی۔ جس کے مصنف بورس کلیئوف تھے۔ یہ کتاب ان طلبہ کے لیے لکھی گئی تھی جنہیں اردو کا بنیادی علم حاصل تھا۔ سردار احمد پیرزادہ لکھتے ہیں۔ کہ

''روس میں تعلیم و تدریس کے تین مراکز ہیں۔ لینن گراڈ اسٹیٹ یونیورسٹی، ماسکو اسٹیٹ، انسٹی ٹیوٹ آف انٹرنیشنل ریلیشنز، پروفیسر ''وادی دودا'' نے ۱۹۶۹ء میں دوسری جماعت کے لیے اردو کی درسی کتاب تیار کی تھی۔'' (۱۸)

پروفیسر آنوفری یف نے ماسکو یونیورسٹی سے اردو کی تعلیم حاصل کی اور ہمارے شعبے میں اردو پڑھاتے ہیں۔ ان کی تخصیص یہ ہے کہ

''وہ اردو شاعری کا روسی میں براہِ راست منظوم ترجمہ کرتے ہیں۔ ۱۹۸۵ء میں ''مشرقی مجموعہ'' نامی رسالے میں انہوں نے روسی میں نظمیں ترجمہ کر کے شائع کیں۔ اردو رسالے ''ساری دنیا'' ۱۹۸۸ء میں آنوفری یف نے اردو نظموں کا روسی ترجمہ کیا۔ روس میں اردو کا نصاب چھ سال کا ہے۔ پانچ سال تک طالب علم کو اردو اور دوسرے مضامین سکھائے اور پڑھائے جاتے ہیں اور آخری سال کے دوران وہ عملی تجربہ حاصل کرتے ہیں اور مقالہ وغیرہ لکھتے ہیں اور اس کے بعد امتحان دیتے ہیں۔ ہمارے شاگرد اردو سیکھ کر دیگر بے شمار ممالک میں کام کرتے ہیں۔ ہمارے بہت سے طالب علم ریڈیو ماسکو میں اردو سروس میں کام کر رہے ہیں۔'' (۱۹)

سوویت یونین میں متعدد ادارے ہیں۔ جہاں روسی زبان کو اردو زبان میں ترجمہ کر کے پیش کیا گیا ہے۔ جن میں ادبی کلاسیک بھی شامل ہیں، جدید روسی ادبیات بھی ہیں، نثری اور شعری ادب سبھی کچھ ہے۔ خاص طور پر روسی افسانہ اور ناول اردو زبان میں منتقل ہوا ہے۔ ادب سے ہٹ کر فلسفہ اور سماجیات پر بہت سی کتابیں اردو میں بطور ترجمہ چھپی ہیں۔ سوویت یونین میں اردو کے فروغ کے بارے میں سردار احمد پیرزادہ لکھتے ہیں کہ

> ''اردو زبان کے سلسلے میں بنیادی نوعیّت کے وہ تمام منصوبے ان کے ہاتھوں تکمیل پذیر ہوئے جن کے بغیر سوویت یونین میں اردو کا فروغ ممکن نہ تھا۔ قواعد و لغات اور تاریخِ ادبیات اردو کی تصنیف و تالیف سے لے کر جدید ادبی موضوعات، تحاریک اور ہمعصر ادبی شخصیات پر بذاتِ خود ان کا بڑا گراں قدر کام ہے۔ جن میں تصنیف و تالیف کے علاوہ تراجم بھی شامل ہیں۔''(۲۰)

اردو کے لیے روس میں بیشتر تخلیقی اور تحقیقی کام روسی زبان میں ہوا۔ ہیڈ اکٹر لدمیلا واسیلوا نے پروفیسر سخاچوف کی زیرِ نگرانی پی ایچ ڈی کا مقالہ ''مولانا الطاف حسین حالی'' پر مکمل کیا۔ مسلم شمیم لکھتے ہیں۔ کہ

> ''پروفیسر سخاچوف! یہ ۱۹۵۲ء کی بات ہے، میں نے بیرونی زبان کے ادارے میں داخلہ لیا، اردو زبان سیکھی اور سب سے پہلے میں نے ایک افسانے کا ترجمہ کیا۔ جو خواجہ احمد عباس کا افسانہ تھا ''زعفران کے پھول''۔ ۱۹۵۶ء میں سجاد ظہیر یہاں آئے تو انہوں نے مجھے اپنی کتاب ''روشنائی'' دی، میں نے ریویو لکھا جو روس میں چھپا۔ رضیہ سجاد ظہیر کے ناول کا ترجمہ بھی کیا۔ اقبال کے بارے میں ایک چھوٹا سا مضمون بھی لکھا جو اخبار میں چھپا، 'ترقی پسند تحریک' پر مقالہ لکھا جس پر مجھے ڈپلومہ ملا۔ میرے پی ایچ ڈی کے تھیسس کا موضوع ''ڈپٹی نذیر احمد کا مقام اردو ادب میں'' تھا۔ اس کے بعد اردو ادب کی مختصر تاریخ لکھی۔''(۲۱)

پروفیسر سخاچوف انتہائی دقیع مقام کے حقدار ٹھہریں گے کیونکہ ان کی حیثیت سوویت یونین میں آج موجود چھوٹی سی 'اردو دنیا' کے اہم ترین معمار کی ہے۔ انہوں نے 'اردو دنیا' کو آباد کرنے اور اسے وسعت دینے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ پروفیسر سخاچوف کی ادبی تحریروں کی قدر و قیمت کا اندازہ ان کے بیشتر کارناموں کے مطالعہ کے بعد لگایا جاسکتا ہے۔ ان کی اہم تصانیف 'اردو ادب کی مختصر تاریخ ۱۹۶۷ء داستان سے ناول تک ۱۹۷۱ء' کرشن چندر ۱۹۸۳ء شہر آشوب در زبان اردو ۱۹۸۵ء' مخدوم محی الدین ۱۹۸۹ء ہیں۔ سخاچوف نے نکولائی گلے بوف کے ساتھ مل کر ''اردو ادب'' نامی کتاب لکھی۔ اردو ادب کی تاریخ کے بارے میں یہ پہلی روسی کتاب ہے۔ جیسا کہ مسلم شمیم لکھتے ہیں۔

> ''روسی ماہرین شرقیات نے اردو کے مختلف پہلوؤں پر کافی دلچسپ مقالے اور مضامین لکھے ہیں۔ غالب حیات اور کارنامے' غالب اور اقبال' غالب کی انسانی دوستی' غالب اور ان کے ہم عصر اور دوسرے موضوعات کو تحقیق کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔

روسی زبان میں ایک بڑی کتاب شائع ہوئی تھی جس میں غالب اوران کی شاعری پر لکھے ہوئے مضامین شامل ہیں۔ اس میں تیس سے زیادہ سوویت، ہندوستانی اور پاکستانی محققوں اوراد یبوں نے حصہ لیا۔جن میں پروفیسر محمد مجیب، پروفیسر آل احمد سرور، ظ انصاری، ڈاکٹر خورشیدالاسلام علی سردار جعفری اورایم اشرف وغیرہ ہیں۔ مرزا غالب کی شاعری کا ترجمہ بھی روسی زبان میں ہوا''(۲۲)

۱۹۶۴ء میں ''مشرقی مجموعات'' نامی ایک روسی رسالے کی پہلی جلد میں مرزا غالب کی چھ غزلوں کے نثری ترجمے شائع ہوئے۔ جن کی مترجم کلیا کینا کوندراتیوا تھیں۔ انہوں نے پیش لفظ میں اس عظیم شاعر کی زندگی اور شاعری پر اظہار خیال کیا۔ سوویت یونین میں یہ غالب کی تحقیقات پر پہلا مقالہ تھا۔ بعد میں ''کلیا کینا کوندراتیوا'' نے اردو شناس مترجم ''دی۔ کراشے نیتی کوف'' کے ساتھ اردو سے روسی میں طوطا کہانیاں اور دوسری لوک کہانیاں ترجمہ کیں اوران کو کتابی صورت میں شامل کیا۔'' روسی زبان میں جن شعراء وادباء کی تخلیقات منتقل ہوئی ہیں یا جن پر تحقیقی وتنقیدی کام ہوا ہے۔ ان میں غالب، اقبال، فیض احمد فیض، حسرت موہانی، چکبست لکھنوی، اختر الایمان، جوش ملیح آبادی، فراق گورکھپوری، اسرارالحق مجاز، جگر مرادآبادی، مخدوم محی الدین، علی سردار جعفری، ساحرلدھیانوی، معین احسن جذبی، مجروح سلطان پوری، کیفی اعظمی ندا فاضلی، شہریار، زبیر رضوی، جاں نثار اختر، جگن ناتھ آزاد، محمد علوی، عمیق حنفی، شاد تمکنت، اورنثر میں یہ اسمائے گرامی ناقابل فراموش ہیں۔ میرامن دہلوی، رجب علی بیگ سرور، نہال چند لاہوری، قرۃ العین حیدر، عصمت چغتائی، جیلانی بانو، رضیہ سجادظہیر، پریم چند، خواجہ احمد عباس، کرشن چندر، سجادظہیر، راجندرسنگھ بیدی، سعادت حسن منٹو، انتظار حسین، شوکت صدیقی، میرزا ادیب، غلام عباس، انور سجاد، احمد ندیم قاسمی، جوگندر پال اور سریندر پرکاش۔''

۱۹۶۵ء میں پاکستانی ادیبوں کے افسانوں کا ایک مجموعہ شائع ہوا یہ مجموعہ غلام عباس، شوکت صدیقی، احمد ندیم قاسمی، سعادت حسن منٹو، ہاجرہ مسرور، پطرس وغیرہ کے افسانوں پر مشتمل تھا۔ اسی سال ماسکو کے پروگریس پبلشرز نے شوکت صدیقی کے ناول ''خدا کی بستی'' کا روسی ترجمہ شائع کیا اس کی تعداد اشاعت ایک لاکھ تھی۔ قارئین نے یہ ناول بے حد پسند کیا۔ ایک اور مجموعہ کا ذکر کرنا چاہیے۔ جو ماسکو میں ۱۹۸۸ء میں ''پاکستانی ادیبوں کی کہانیاں'' کے نام سے شائع ہوا۔ پروفیسر سخاچوف نے ان افسانوں کا ترجمہ کیا اور پیش لفظ بھی لکھا۔ اس کتاب میں مرزا ادیب، احمد ندیم قاسمی، منٹو، ابراہیم جلیس، غلام عباس، انور سجاد، رشید امجد، رضیہ فصیح احمد اور انتظار حسین کے افسانے شامل ہیں۔

''سوویت یونین میں ترجمہ کا کام خاص طور پر چھٹی دہائی کے سالوں میں بڑھنے لگا' ۱۹۵۴ء میں غیر ملکی ادب کے اشاعت گھر نے ہندوستانی اور پاکستانی اردو ادیبوں کی مختلف کہانیوں کا ایک مجموعہ شائع کیا جس میں احمد ندیم قاسمی، ابراہیم جلیس، علی سردار جعفری، کرشن چندر وغیرہ کی تخلیقات شامل تھیں۔ اس کی تعداد اشاعت نوے ہزار تھی اور یہ مجموعہ قارئین میں بے حد مقبول ہوا۔ ۱۹۵۷ء میں اسی پبلشنگ ہاؤس نے احمد ندیم قاسمی کے افسانوں کا مجموعہ 'طلائی مہر' کے نام سے شائع کیا۔''

۱۹۶۰ء میں فیض احمد فیض کا کلام ''دستِ صبا'' کے نام سے شائع کیا گیا۔ احسان دانش کا مجموعہ ''آتش خاموش'' جو ماسکو سے ۱۹۶۲ء میں شائع ہوا اور دوسرا ''جدید پاکستانی شاعری'' جو پروگریس پبلیشرز کی جانب سے ۱۹۷۳ء میں شائع کیا گیا۔ ہمارے ملک میں انگریزی زبان کے وسیلے سے اردو سے روسی میں ترجمہ کا تجربہ موجود نہیں ہے۔ روسی مترجمین اردو ناول، افسانے اور شاعری بھی براہ راست

روسی میں ترجمہ کرتے ہیں۔

روس میں فیض احمد فیض کی وجہ سے بھی اردو کو بہت مقبولیت ملی ان کی اردو نظموں کے تراجم بہت ذوق وشوق سے ادبی محفلوں میں سنے جاتے ہیں۔ وہاں کے ادبی حلقوں میں موجود فیض احمد فیض کے دوست ان کی اور ان کی زبان کی بہت قدر کرتے ہیں۔ روس میں ابھی تک کسی جامعہ میں اردو کی نشست تو نہیں قائم ہوئی۔ البتہ سوویت یونین کے دو بڑے ادارے ماسکو میں ہیں۔ ''School of foreign languages'' تعلیم کا سب سے بڑا ادارہ ہے جہاں دنیا بھر کی زبانیں پڑھائی جاتی ہیں۔ جہاں اردو بھی بہت سے طالب علم پڑھتے ہیں۔ بہت سے روسی طالب علم اردو اچھی طرح بولتے لکھتے اور پڑھتے ہیں اور بہت سے اردو زبان سیکھ کر ریڈیو ماسکو میں کام کرتے ہیں۔ پاکستان میں روسی سفارتخانے کے ناظم الامور جناب سلوگن نے اردو ماسکو میں ہی سیکھی تھی۔ اس سلسلے میں ولادیمیر گاوریلین لکھتے ہیں۔ کہ

> ''اقبال کی صد سالہ تقریبات کے سلسلے میں تاجکستان میں بھی جشنِ اقبال بہت دھوم سے منایا گیا تھا بلکہ سچ پوچھیئے تو پاکستان میں اس پائے کا کوئی جشن اقبال نظر نہیں آیا۔ حضرت امیر خسرو کا یہاں ہزار سالہ جشن منایا گیا تھا۔ تاجکستان کے بچے بچے کو اقبال اور ان کے کلام سے محبت ہے۔ یہاں کوئی گھر ایسا نہیں، جہاں اقبال کا کلام نہ ہو'' (۲۳)

تاجکستانی مذہب، تہذیب اور زبان کے ناطے ہم سے بہت قریب ہیں۔ پاکستان ان کا نزدیکی ہمسایہ ملک ہے بلکہ یوں کہیے کہ کوہ ہندوکش جنوب مشرقی تاجکستان کو پاکستان سے جدا کرتا ہے۔ تاجکستان کے شعبہ شرقیہ کے صدر آغائے ایتمی نے علامہ کو مشرق میں روشنی کا مینار کہا ہے۔ روح افزا حیدر یوں رقمطراز ہیں۔ کہ

> ''سٹالن کی جیلوں اور نظر بندی کے کیمپوں میں بھی بہت سارے ماہرین شرقیات کی (جن میں اردو شناس بھی تھے) اور ان کے شاگردوں کی جانیں رائیگاں گئیں۔ اور ان کے ساتھ مشرقی زبانیں پڑھانے کی بہترین روایات بھی ختم ہونے لگیں۔ ان ساری باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوویت روس میں علم شرقیات کی سطح مجموعی طور پر اور اردو پڑھانے کی سطح خصوصی طور پر پہلے کے مقابلے میں کسی طرح بلند نہ ہو پائی۔ اب اردو کے طلباء کے لیے تعلیمی پروگرام میں ایک لازمی مضمون کے طور پر اسلام کی بنیادیں اور علم اسلامیات جیسے مضمون شامل کیے جانے لگے۔ دوسرے ملک کے مقابلے میں سابق روس میں بھی اردو پر کچھ کم کام نہیں ہوا۔'' (۲۴)

ماسکو کے بین الاقوامی تعلقات کے انسٹی ٹیوٹ میں بول چال کی زبان پر بنیادی توجہ دی جاتی ہے اس ادارے میں ڈاکٹر L.Kibirkshtis آنجہانی اور ڈاکٹر A.Davidava نے اردو کے طالب علموں کی آبیاری میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ان دونوں نے اردو روسی اور روسی اردو تعلیمی لغات تیار کیے۔ ڈاکٹر Kibirkshtis آنجہانی نے روسی میں کئی معروف اردو مصنّفین کی کہانیوں کا ترجمہ کیا۔ اور ڈاکٹر Davidava نے ایک قابل اردو شناس رادوگا کے اردو شعبہ کی سابق مدیرہ ''ایلسیناوسی لیچنکووا'' کے تعاون سے نئی روسی اردو لغت تیار

کی۔لیکن افسوس کہ یہ نہایت اہم کام اشاعت کی منزل تک پہنچ کر رک گیا۔ یہ وہ وقت تھا جب سوویت یونین ٹوٹ گئی سب کچھ درہم برہم ہونے لگا اور اشاعت کے لیے پیسے نہ ہونے کے بہانے پر بے شمار دوسری کتابوں کے ساتھ یہ لغت بھی نہ جانے کب تک کے لیے طاق نسیاں پر رکھی جا چکی ہے۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ وقار عظیم سید٬ داستان سے افسانے تک٬ اردو اکیڈمی کراچی٬ ۱۹۹۰ء٬ صفحہ ۲۱

۲۔ نور الحسن نقوی٬ ڈاکٹر٬ سر سید اور ہندوستانی مسلمان (مقدمہ) ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ٬ ۱۹۷۹ء٬ صفحہ ۱۳

۳۔ ولادیمیر گاوریلین٬ ماسکو سے اردو کتابیں٬ ماہنامہ اخبار اردو٬ مقتدرہ اسلام آباد٬ جلد ۷ شمارہ ۲٬ ۱۹۹۸ء٬ صفحہ ۲۱

۴۔ وکٹر فلمیونوف٬ ڈاکٹر٬ روس میں اردو کی تعلیم و تحقیق اور ترجمہ٬ ماہنامہ اخبار اردو٬ فروری ۱۹۹۸ء٬ صفحہ ۲۱

۵۔ لدمیلا واسی لیوا٬ ڈاکٹر٬ روس میں اردو٬ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد٬ ۱۹۹۶ء٬ صفحہ ۲۳۱

۶۔ ولٹر فلمیونوف٬ اردو ادب میں روسی ادب کے ترجمے کا ابتدائی مرحلہ٬ ماہنامہ اخبار اردو٬ جلد ۱۳٬ دسمبر ۱۹۹۶ء٬ صفحہ ۷

۷۔ مسلم شمیم٬ روس میں اردو کا ایک عظیم خاور شناس٬ پروفیسر سخا چوف٬ ماہنامہ اخبار اردو٬ جلد نمبر ۹٬ شمارہ نمبر ۱۲٬ دسمبر ۱۹۹۲ء٬ صفحہ ۱۷

۸۔ احتشام حسین سید٬ اردو میں دوسری زبانوں کا ادب٬ مشمولہ ترجمہ کا فن اور روایت٬ صفحہ ۲۰۱

۹۔ جمیل جالبی٬ ڈاکٹر٬ تنقید اور تجربہ٬ مشتاق بک ڈپو کراچی٬ جلد اول ۱۹۷۱ء٬ صفحہ ۱۲۱

۱۰۔ مرزا حامد بیگ٬ ڈاکٹر٬ ترجمے کا فن نظری مباحث٬ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد٬ ۱۹۸۷ء٬ صفحہ ۴۹

۱۱۔ ولادیمیر گاوریلین٬ ماسکو سے اردو کتابیں٬ ماہنامہ٬ اخبار اردو٬ شمارہ ۷٬ جلد ۱۰٬ جولائی ۱۹۹۳ء٬ صفحہ ۱۶

۱۲۔ ولادیمیر گادریلین٬ ماسکو سے اردو کتابیں٬ صفحہ ۱۷

۱۳۔ محمد صدیق شبلی٬ ڈاکٹر٬ بیرونی ممالک میں اردو٬ ماہنامہ اخبار اردو٬ نومبر ۱۹۹۹ء٬ صفحہ ۲۱

۱۴۔ لدمیلا واسی لیوا٬ ڈاکٹر٬ روس میں اردو٬ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد٬ ۱۹۹۶ء٬ صفحہ ۲۳۲

۱۵۔ وکٹر فلمیونوف٬ روس میں اردو کی تعلیم و تحقیق اور ترجمہ٬ ماہنامہ اخبار اردو٬ مئی ۱۹۹۶ء٬ صفحہ ۶

۱۶۔ لدمیلا واسی٬ ڈاکٹر٬ روس میں اردو٬ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد٬ ۱۹۹۶ء٬ صفحہ نمبر ۲۳۳

۱۷۔ وکٹر فلمیونوف٬ روس میں اردو کی تعلیم و تحقیق اور ترجمہ٬ ماہنامہ اخبار اردو٬ مئی ۱۹۹۶ء٬ صفحہ ۶

۱۸۔ سردار احمد پیرزادہ٬ سید٬ اردو کے روسی پروفیسر٬ انٹرویو٬ ماہنامہ اخبار اردو٬ مئی ۱۹۹۶ء٬ صفحہ ۶

۱۹۔ ایضاً٬ صفحہ ۷

۲۰۔ ایضاً

۲۱۔ مسلم شمیم٬ پروفیسر سخا چوف٬ ماہنامہ اخبار اردو٬ دسمبر ۱۹۹۲ء٬ صفحہ ۱۶/۱۵

۲۲۔ ایضاً، صفحہ ۱۶

۲۳۔ ولادیمیر گاوریلین، ماسکو سے اردو کتابیں، ۱۹۹۶ء، صفحہ ۲۴۴

۲۴۔ روح افزا احید، روس میں اردو، ماہنامہ اخبار اردو اسلام آباد، اکتوبر/نومبر ۱۹۹۰ء، صفحہ ۶۹